بیان الحکمہ
تحقیقی مجلہ-3
http://bayan-ul-hikmah.salu.edu.pk

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلہ]
27-36(2017ء)

٭ نثار احمد گلال

”غض بصر“ کا اطلاقی پہلو قرآن وحدیث کی روشنی میں

ABSTRACT: God has sent many messengers time to time for the guidance of human beings in leading the life and life related affairs. God revealed Holy Book (Quran Majeed) upon our Prophet Hazrat Muhammad (P.B.U.H). In Quran Majeed, many rules and principles for leading human beings life are mentioned. Amongst these rules and principles, one important principle (Gaze Baser) is to protect sights. If we act upon this mentioned principle of protecting the sights (eyes) there our society will be protected from various evils. It is important for a member to observe a cleaner society. This is clear from the Qur'an and Hadith. The bad theory is a great sin.

کلیدی الفاظ: حفاظت، نظر، فتنہ، شہوت، غض بصر

٭ ایم فل اسکالر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور

مقدمہ

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہمیں پاک وصاف معاشرے کی تعمیر کے لئے بہترین اخلاق کے ضابطے واصول بتاتا ہے۔ تہذیب نفس اور تہذیب معاشرے کے قیام کے لئے اہم احکامات اسلام نے انسان کو عطا کیا ہے۔ ان معاشرتی احکامات میں سے ایک "غض بصر" بھی ہے۔ غض بصر کی اصطلاح قرآنی ہے۔ جس کا مفہوم حفاظت نظر ہے۔ اسلام نے حفاظتِ نظر پر زور دیا ہے کیونکہ بدنظری کرنا آنکھوں کی زنا میں سے ہے اور گناہ کی ابتدا ہے، قرآن مجید واحادیث نے ایسی بات کو معیوب قرار دیا ہے، بدنظری ظاہر میں تو چھوٹی قسم کی زنا ہے لیکن بڑے زنا کا پیش خیمہ ہے۔ اکثر ماہرین نفسیات کا بھی یہی کہنا ہے کہ انسان شہوت اور بے راروی کے سب سے پہلے نظر بد کو استعمال میں لاتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زنا جیسے حرام کام کا مرتکب ہوجاتا ہے۔ اسلام نے اسی لئے اس اجتناب کرنے کا عمومی حکم صادر فرمایا ہے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نگاہ نیچی رکھنا فطرت اور حکمتِ الٰہی کے تقاضے کے مطابق ہے۔

غض بصر کے حکم پر ہم عمل نہیں کرنے کے بڑے نقصانات ہیں۔ اگر راستے میں بیٹھا لڑکا کسی نامحرم لڑکی کو چھیڑتا ہے اور بات بڑھ جاتی ہے اور یہ بات دو خاندانوں کی بیچ خون ریزی کا سبب بن جاتا ہے اور سالوں لڑائی چلتی رہتی ہے اور معاشرے میں عام آدمیوں کا رہنا دشوار ہوجاتا ہے اور پورا معاشرہ تباہ ہوجاتا ہے۔ سیکولر نظام زندگی میں شاہد غض بصر کا حکم کی کوئی خاص اہمیت نہ ہو لیکن اسلامی نظام زندگی کے اندر اس کی شدید ممانعت موجود ہے۔ لیکن دنیا کے کسی بھی حصے میں اس گناہ کے روک تھام کے لئے کوئی خاص قانون موجود نہیں ہے۔ مملکت پاکستان میں بھی اس سلسلے میں کوئی متعین قانون نہیں ہے۔ درحالانکہ یہ ایک ایسا معاشرتی خرابی ہے جو بعض مواقع پر انسانوں کے ضیاع کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لئے مملکت پاکستان میں اس جرم کو روکنے کے لئے قانون سازی کی ضرورت ہے اور پرامن معاشرے کے قیام کے لئے اس حکم پر عمل انتہائی ضروری ہے، اس حکم کو قرآن مجید واحادیث نے واضح طور پر بتایا ہے۔ اس حوالے سے قرآن مجید میں متعدد آیات وارد ہوئی ہیں۔ سب کا تذکرہ طوالت کا باعث ہے اس لئے یہاں پر ایک آیت کا تزکرہ دیا جارہا ہے اور غض بصر کی زیادہ تر بحث بھی اسی آیت کے ذیل میں ہوئی ہے۔ "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ(i) "ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے، بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔"

حقیقت یہ ہے کہ "بد نظری"ہی "بدکاری" کے راستے کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی وجہ سے ان آیات میں نظروں کی حفاظت کے حکم کو"حفاظتِ فرج" کے حکم پر مقدم رکھا گیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے "بد نظری" سے منع کیا اور اس کا فائدہ یہ بتایا کہ اس سے شہوت کی جگہوں کی حفاظت ہو گی نیز یہ چیز تزکیۂ قلوب میں بھی معاون ہو گی۔ "غضِ بصر" کا حکم ہر انسان کو دیا گیا ہے۔ نگاہ نیچی رکھنا فطرت اور حکمتِ الٰہی کے تقاضے کے مطابق ہے، اس لئے کہ عورتوں کی محبت اور دل میں ان کی طرف خواہش فطرت کا تقاضا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی مجبوری پیش کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم کو جب کوئی مجبوری ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے سوال کیا راستہ کا حق کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غَضُّ الْبَصَرِ وَ كَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ"(ii) نگاہ نیچی رکھنا، اذیت کا رد کرنا، سلام کا جواب دینا، اور بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا"۔ غض بصر کو انسان انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نہیں لاتا ہے تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس سے انسان کی جہاں اپنی انفرادی زندگی تباہ و برباد ہوتی ہے وہی پر اس سے صالح معاشرے کے قیام میں بھی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ کسی بھی معاشرے کے لئے زیر قاتل کی مانند بن جاتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی وجہ سے فرمایا ہے۔ "النَّظْرَةُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَخَافَتِي أَبْدَلْتُه إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ(iii) "بد نظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے، میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا، جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا"۔

جیسا کہ ذکر ہوا کہ نگاہ کا غلط استعمال بہت سارے فتنوں اور آفتوں کا بنیادی سبب ہے۔ چونکہ دل میں تمام قسم کے خیالات و تصورات اور اچھے بُرے جذبات کا برانگیختہ و محرک ہونا اسی کے تابع ہے۔ بد نظری کا سب

سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے حسرت وافسوس اور رنج و غم کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ کئی دفعہ نظر کا تیر دیکھنے والے کو خود ہی لگ کر اس کے دل ودماغ کو زخمی کر دیتا ہے۔

مردوں کے لئے غضِ بصر کا حکم

غض بصر کا حکم مرد وعورت دونوں کے لئے مساوی ہے۔ غض بصر سے مراد شہوت بھری اور گناہ آلود نگاہوں سے دوسروں کی طرف دیکھنا ہے۔ چاہئے مرد کا مرد کی طرف یا عورت کو عورت طرف دیکھنا ہو یا اس کا متضاد ہو تمام صورتوں میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ اسلام نے اسی علت کے پیش نظر مرد اور عورت کے لئے ستر و حجاب کی پابندی بتائی ہے جس کا خیال رکھنا شہوت ابھرنے کا سبب ہو یا نہیں دونوں صورتوں میں لازم ہے۔ البتہ اکثر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مرد کے لئے دوسرے مرد کے ستر کے علاوہ پورے جسم کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح بے ریش لڑکے کو لذت اور اس کی خوبصورتی سے متمتع ہونے کے ارادہ سے دیکھنا حرام ہے ۔ البتہ مرد کا عورت کی طرف نگاہ کرنے کے احکامات دوسرے ہیں۔ مردوں کا عورتوں کی طرف دیکھنے کی تین صورتیں ہیں۔

(ا)مرد کا اپنی بیوی کو دیکھنا جائز ہے۔

(۲)مرد اپنی ذی محرم عورتوں کے مواضع زینت کو دیکھ سکتا ہے اور "حنفیہ کے نزدیک مواضعِ زینت میں ،سر،چہرہ،کان،گلا،سینہ،بازو،کلائی،پنڈلی، ہتھیلی اور پاؤں شامل ہے۔"(iv)

(۳)مرد کا غیر محرم عورت کی طرف نظر کرنا۔

مرد کا غیر محرم عوت کو دیکھنے میں نگاہ آلود یا شہوت ابھارنے کی شرط نہیں ہے بلکہ ہر صورت میں دیکھنے کی اجازت نہیں ہے تاہم بعض مواقع پر مواضع زینت کی طرف یہاں تک سر بالوں تک کو بھی دیکھنے کی اجازت ہے۔ اس تفصیل کچھ یوں ہے۔

اگر مرد کسی عورت سے شادی کا ارادہ رکھتا ہے تو اُس کے لئے اس عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ جیسا کہ امام کاسانی لکھتے ہیں۔ "وکذا اِذا أراد أن یتزوج امرأۃ فلا بأس أن ینظر اِلی وجہہا"۔(v) "اور اسی طرح جو شخص کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس عورت کے چہرے کی طرف دیکھے" بلکہ ایسی عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنے میں جمہور فقہاء کا اتفاق ہے ۔جیسا کہ امام نووی رح

(م۶۷۶ھ) مخطوبہ کی طرف جواز نظر والی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ "وفیہ استحباب النظر إلی وجہ من یرید تزوجھاوھو مذہبنا ومذہب مالک وأبی حنیفۃ وسائر الکوفیین وأحمد وجماہیر العلماء"[vi] "اوراس حدیث میں اس عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا اس شخص کے لئے مستحب ہے جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہو اور یہی ہمارا مذہب ہے اورامام مالک رح، امام ابو حنیفہ رح، تمام اہل کوفہ سمیت جمہور علماء کا ہے۔ جس طرح بغرض ازدواج نگاہ کرنا جائز ہے اسی طرح طبیب بغرضِ علاج اجنبیہ کو دیکھ سکتا ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں۔

یجوز للطبیب الأمین أن ینظر إلیھا للمعالجۃ"[vii] "شریف الطبع طبیب کے لئے عورت کی طرف بغرضِ علاج نظر کرنا جائز ہے"۔

گواہ عورت کے خلاف گواہی دیتے وقت اور قاضی عورت کے خلاف فیصلہ کرتے وقت اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ علامہ حصکفی لکھتے ہیں۔

"فإن خاف الشھوۃ أو شک امتنع نظرہ إلی وجھہا .... إلا النظر لحاجۃ کقاض وشاہد یحکم ویشھد علیھا"۔[viii] "پس اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔ البتہ ضرورت کے وقت، دیکھنا جائز ہے، مثلا قاضی کا فیصلہ سناتے یا گواہ کا گواہی دیتے وقت دیکھنا"۔ اسی کسی ہنگامی حالات میں مثلا کوئی عورت پانی میں ڈوب رہی ہے یا آگ میں جل رہی ہے تو اس کی جان بچان کے لئے اس کی طرف دیکھا جاسکتا ہے۔ امام رازی رح لکھتے ہیں۔ "لو وقعت فی غرق أو حرق فلہ أن ینظر إلی بدنھا لیخلصھا"۔[ix] "اگر عورت پانی میں ڈوب رہی ہو یا آگ میں جل رہی ہو تو اس کی جان بچانے کے لئے اس کے بدن کی طرف دیکھنا جائز ہے"۔

اور اسی کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے مزید یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ زلزلہ وسیلاب، چھتوں کا گرجانا، آسمانی بجلی کا گرنا، چوری ڈکیتی کے وقت بھی افراتفری کے عالم میں یہی حکم ہوگا۔ اس کے علاوہ کوئی معاملہ کرتے وقت یعنی، اشیاء کے لینے ودینے اور خرید وفروخت کے وقت بھی عورت کے چہرے کی طرف نظر کی جاسکتی ہے۔ امام کاسانی لکھتے ہیں۔ "لأن إباحۃ النظر إلی وجہ الأجنبیۃ وکفیھا للحاجۃ إلی کشفھا فی الأخذ والعطاء"[x] "اشیاء کے لینے اور دینے کی ضرورت کی وجہ سے اجنبیہ کے چہرے کی طرف نظر کرنا جائز ہے"۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ بائع یا مشتری معاملہ کرتے وقت اس عورت کو پہچان لے تاکہ اگر کسی وجہ سے چیز واپس کرنی پڑے کسی نقصان وضرر کے وقت، یا بعد میں قیمت وصول کرنی ہو تو دوسری عورتوں سے الگ شناخت کی جاسکے۔ جبکہ بعض اہل علم کی رائے میں خرید و فروخت کے وقت عورت کا چہرہ کھولنا یا مرد کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ ایسی ضرورت نہیں ہے کہ جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔ چونکہ عورتیں خرید و فروخت نقاب و حجاب کے ساتھ بھی کر سکتی ہیں اور یہی بات عصر حاضر کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے۔ اس لئے کہ آج کل تو باقاعدہ خریدی ہوئی چیز کی رسید مل جاتی ہے، جس سے اس چیز کے واپس کرنے میں مزید کسی شناخت کی ضرورت نہیں ہے۔ مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ بغیر کسی حاجت اور ضرورت کے غیر محرم کی طرف دیکھنے میں جمہور فقہاء اور حنفیہ کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک فتنہ اور شہوت سے بے خوف ہونے کی صورت میں غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ مگر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فتنہ اور شہوت کا خوف ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں بلا ضرورت غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا ناجائز ہے۔ اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ فتنہ اور شہوت کا مفہوم واضح کیا جائے تاکہ بات کا سمجھنا آسان ہو۔

یہ بات تو قطعی ہے کہ بد نگاہی معاشرے میں فتنہ برپا کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس حکم میں فتنہ سے کیا مراد ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں۔

(قولہ بل لخوف الفتنۃ) أی الفجور بہا قاموس أو الشہوۃ(xi) فتنہ سے مراد گناہ یا شہوت ہے۔

علامہ شامی شہوت کو یوں بیان کرتے ہیں۔ "**أنہا میل القلب مطلقا**(xii)" شہوت دل کے مائل ہونے کا نام ہے"۔

شہوت کا بیان جس پر حرمت کا مدار ہے وہ یہ کہ انسان کے دل میں حرکت پیدا ہو اور طبیعت لذت کی طرف مائل ہو جائے۔

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ کسی خوبصورت چہرے کی طرف دیکھنے سے (خواہ وہ عورت کا ہو یا بے ریش لڑکے کا) دل کی کیفیات کا متحرک ہونا اور قلبی میلان ورجحان کے ساتھ طبیعت کا حصول لذت کی طرف مائل ہونا شہوت کہلاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ

وجہہ سے فرمایا۔ "یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَکَ الْاُولٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْآخِرَۃُ(xiii)" اے علی! نظر کی پیروی مت کر۔ اس لئے کہ پہلی نظر تو جائز ہے۔ مگر دوسری نگاہ جائز نہیں"۔ اسی طرح کی ایک اور روایت بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ موجود ہے۔" اَن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَرْدَفَ الْفَضْلَ فَاسْتَقْبَلَتْہُ جَارِیَۃٌ مِنْ خَثْعَمٍ فَلَوَی عُنُقَ الْفَضْلِ فَقَالَ اَبُوہُ الْعَبَّاسُ لَوَیْتَ عُنُقَ ابْنِ عَمِّکَ قَالَ رَاَیْتُ شَابًّا وَشَابَّۃً فَلَمْ آمَنِ الشَّیْطَانَ عَلَیْھِمَا(xiv)" بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضل کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا آپ کو قبیلہ خثعم کی ایک لڑکی ملی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضل کی گردن دوسری طرف پھیر دی۔ اس پر ان کے والد عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے اپنے چچازاد بھائی کی گردن کیوں پھیر دی؟ آپ نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا میں نے نوجوان مرد اور عورت کو دیکھا تو میں ان پر شیطان سے بے خوف نہیں ہوا۔

یہ تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ غیر محرم عورت کی طرف بلاضرورت دیکھنا ناجائز ہے۔ چنانچہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مردوں کے لئے "غض بصر" کا حکم لازمی ہے اوراستثنائی صورتوں کے علاوہ غیر محرم عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا مطلقاً حرام ہے۔ فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو۔ امام غزالی لکھتے ہیں۔" ومنہم من جوز النظر الی الوجہ حیث تو من الفتنۃ..... وہو بعید لان الشہوۃ وخوف الفتنۃ امر باطن فالضبط بالأنوثۃ التی ہی من الاسباب الظاہرۃ أقرب الی المصلحۃ(xv)" بعض حضرات نے فتنہ سے امن میں ہونے کی صورت میں عورت کا چہرہ دیکھنے کو جائز قرار دیاہے اور وہ بعید ہے۔ اس لئے کہ شہوت اور فتنہ کا خوف باطنی معاملہ ہے، لہٰذا مؤنث کے ساتھ حکم کو منضبط کرنا یہ اسباب ظاہرہ میں سے ہے اور مصلحت کے زیادہ قریب ہے"۔

امام غزالی کی مذکورہ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر عورت کی طرف نظر کرنے کو فتنہ سے امن میں ہونے کی صورت میں جائز قرار دیا جائے تو ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے کہ شہوت اور فتنہ کے خوف کا تعلق انسان کے ظاہر سے نہیں۔ بلکہ باطن سے ہے اور کسی کے باطن میں کیا ہے؟ کوئی دوسرا فرد نہیں جانتا۔ چنانچہ فتنہ کے خوف کو ضابطہ بنانے کے بجائے اگر یہ ضابطہ بنایا جائے کہ عورت کی طرف بلاوجہ نظر کرنا ہی جائز نہیں تو یہ بات زیادہ معقول اور اصلاح معاشرہ کے لئے بہترین بات قرار پائی گی۔ اس لئے اکثر فقہاء نے اس علت بغیر بھی جنس مخالف کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسے کہ مفتی محمد شفیع دیوبندی احکام القرآن للتھانوی میں لکھتے ہیں۔

"اور غیر محرم عورت کے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف نظر کرنا، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حرام ہے۔ خواہ فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو اور ان حضرات کا خیال ہے کہ خوبصورت چہرے کی طرف دیکھنا فتنہ کو لازم کرتا ہے اور عام طور پر دل میں میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا غیر محرم کی طرف نظر کرنا خود فتنہ کے قائم مقام ہے۔ جس طرح کہ نیند کو خروج ریح کے احتمال کی وجہ سے اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے۔ اور محض سونے سے وضو کے ٹوٹنے کا حکم لگا دیا جاتا ہے خواہ ریح کا خروج ہو یا نہ ہو اور اسی طرح خلوت صحیحہ عورت کے ساتھ وطی کے قائم مقام ہے۔ تمام احکام میں (39[xvi]) علاوہ ازیں کہ اس خلوت میں وطی پائی گئی ہو یا نہ پائی گئی ہو" ([xvii])۔

یہ ساری تفصیل اس وقت ہے جب مرد کی وہ نظر شہوت سے نہ ہو۔ لیکن اگر وہ یہ جانتا ہو کہ اگر اس نے عورت کی طرف نظر کی تو اس کے دل میں اس کی طرف رغبت پیدا ہو جائے گی تو ایسی صورت میں اس مرد کے لئے عورت کے کسی عضو کو بھی دیکھنا حلال نہ ہو گا۔ یہی حکم اس صورت میں ہے جب مرد کی غالب رائے یہ ہو کہ اگر اس نے عورت کی طرف نظر کی تو اس کے دل میں اس کی طرف میلان ہو جائے گا۔ کیونکہ جس چیز کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکتے ہوں، اس کے اندر غالب رائے یقین کا درجہ رکھتی ہے۔ امام کاسانی لکھتے ہیں۔

إنما يحل النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منها من غير شهوة فأما عن شهوة فلا يحل لقوله عليه الصلاة والسلام اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ ([xviii]) وليس زنا العينين إلا النظر عن شهوة ولأن النظر عن شهوة سبب الوقوع في الحرام فيكون حراما إلا في حالة الضرورة ([xix]) "بے شک زینت ظاہرہ کی جگہوں کی طرف نظر اس وقت حلال ہے جب وہ بغیر شہوت کے ہو اور اگر وہ نظر شہوت سے ہو تو پھر حلال نہ ہو گی، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آنکھیں زنا کرتی ہیں" اور آنکھوں کا زنا شہوت والی نظر سے ہوتا ہے۔ اور شہوت بھری نظر حرام میں واقع ہونے کا سبب ہے، لہٰذا وہ حرام ہو گی سوائے مجبوری کی حالت میں۔

مذکورہ بالا دلائل کی بناء پر حنفیہ کے نزدیک فتنہ اور شہوت کا خوف نہ ہونے کی صورت میں عورت کے چہرہ کی طرف نظر کی جا سکتی ہے۔ اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر عورت کا چہرہ دیکھنا منع ہو گا اس لئے کہ عورت کی اصل خوبصورتی تو اس کے چہرہ میں ہوتی ہے۔

امام سرخسی رح لکھتے ہیں۔ "ولأن حرمة النظر لخوف الفتنة وعامة محاسنها في وجهها فخوف الفتنة في النظر إلى وجهها أكثر منه إلى سائر الأعضاء"(xx) "اور بے شک دیکھنے کی حرمت فتنہ کے خوف کی وجہ سے ہے اور عورت کے اکثر محاسن اس کے چہرے ہی میں ہوتے ہیں۔ اس لئے دوسرے اعضاء کی طرف دیکھنے کے مقابلے میں چہرہ کی طرف دیکھنے میں فتنہ کا خوف زیادہ ہے"۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ فتنہ کا خوف نہیں ہے تو پھر عورت کی طرف دیکھنا بھی حرام نہیں ہے۔ مگر چونکہ اس زمانے میں بے راہ روی اور عریانی وفحاشی کا سیلاب نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتا جارہاہے اور اس شرط کا فی زمانہ پایا جانا مشکل ہے۔ اس لئے متاخرین علماء حنفیہ نے مطلقاً عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے سے منع کیا ہے۔ اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔ پس نظر کا حلال ہونا مقید ہے شہوت نہ ہونے کے ساتھ وگرنہ حرام ہے۔ یہ حکم قدیم فقہاء کے زمانے کا ہے اور جہاں تک ہمارے اس دور کا تعلق ہے، اس میں تو نوجوان عورت کی طرف نظر کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ البتہ مجبوری کے پیش نظر دیکھنا جائز ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مرد کے لئے نامحرم عورت کی طرف بلاضرورت دیکھنانا جائز نہیں اور متقدمین حنفیہ کے نزدیک فتنہ سے مامون ہونے کی صورت میں مرد کے لئے عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے، مگر چونکہ اب وہ حالات نہیں رہے، عریانی اور فحاشی بڑھتی جارہی ہے، اس لئے متاخرین حنفیہ کے نزدیک بلاضرورت مرد کا غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ اب جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرد کے لئے بلاضرورت نامحرم عورت کی طرف دیکھنانا جائز ہے۔

حوالہ جات:

1. القرآن: 24/30
2. مسلم بن حجاج، امام، الصحیح (بیروت: داراحیاء التراث العربی بن ندارد) ج4، ص1704
3. المنذری، عبد العظیم، الترغیب والترھیب (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1417ھ)، ج3، ص153
4. برہان الدین محمود بن احمد، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی (بیروت: دار لکتب العلمیہ، 1424ھ) ج5، ص331
5. الکاسانی، علاؤالدین، البدائع والصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دارالکتاب العربی، 1982ھ)، ج5، ص122
6. النووی، یحیٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، ج9، ص210
7. رازی، محمد بن عمر بن حسین، ابوعبداللہ، تفسیر الفخر الرازی (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1420ھ)، ج23، ص362
8. حصکفی، الدر المختار، ج6، ص370، الطرابلسی، المالکی، مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، ج3، ص405
9. تفسیر الفخر الرازی، ج23، ص362
10. علاؤالدین البدائع والصنائع، ج5، ص122
11. ردالمحتار علی الدر المختار، (بیروت: دار لفکر للطباعۃ والنشر) ج1، ص407
12. ایضاًج1، ص406
13. ابن قدامہ، المغنی، ج7، ص102۔ ابن عربی، احکام القرآن، ج3، ص380
14. الشیرازی، ابواسحاق، المھذب، ج3، ص425۔ ابن رشد، البیان والتحصیل، ج18، ص559
15. الوسیط فی المذھب، ج5، ص32
16. مفتی صاحب کا "سائر الاحکام "لکھنا" تسامح" ہے۔ اس لئے کہ خلوت صحیحہ تمام احکام میں وطی کے قائم مقام نہیں ہے۔ بلکہ بعض احکام میں ہے۔
17. مفتی محمد شفیع دیوبندی، احکام القرآن، ج3، ص468
18. ابو بکر احمد بن عمرو البزار، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار (المدینۃ المنورۃ: المکتبۃ العلوم والحکم، 1988ھ)، ج5، ص332
19. البدائع والصنائع، فی ترتیب الشرائع ج5، ص122
20. السرخسی، المبسوط، ج10، ص152